

روزوں کیلئے پاکیزگی ہے فضولیات اور گناہوں سے اور مساکین کیلئے کھانا ہے۔ کتب احادیث میں فطرانہ کو صدقۃ الفطر اور زکوۃ الفطر کہا گیا ہے جبکہ ہمارے ہاں اس کے لئے فطرانہ کا لفظ مستعمل ہے۔ اس لئے کوئی صدقۃ الفطر، زکوۃ الفطر یا فطرانہ کہہ لے ایک ہی بات ہے۔ اور یہ فطرانہ ادا کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا، مرد ہو یا عورت، امیر ہو یا

غریب، آزاد ہو یا غلام کوئی بھی کلمہ پڑھنے والا اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ”قال رسول اللہ ﷺ زکوۃ الفطر صاعا من تمر او صاعا من شعیر علی العبد و الحر و الذکر و الانثی و الصغیر و الکبیر من المسلمین“ (بخاری ۲۰۴۱، باب فرض صدقۃ الفطر) رسول اللہ ﷺ نے ہر مسلمان پر ایک صاع کھجوروں سے یا ایک صاع جو سے فطرانہ فرض کیا ہے خواہ آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت چھوٹا ہو یا بڑا۔ اس لئے ہر مسلمان کو خواہ وہ روزے رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو فطرانہ ادا کرنا چاہیے جو کہ ایک صاع ہے۔ آج ہمارے مروجہ طریقہ اور اوزان کے مطابق اڑھائی کلو گندم، آٹا یا ماریٹ ریٹ کے مطابق اس کی قیمت ادا کرنی چاہیے۔

بعض لوگ فطرانہ کی فرضیت اور وجوب کیلئے زکوۃ کے نصاب کی شرط لگاتے ہیں ان کا موقف بالکل غلط اور بلا دلیل بلکہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارکہ کے خلاف ہے۔

فطرانہ کا وقت :

فطرانہ عید الفطر کی نماز ادا کرنے سے پہلے ادا کرنا چاہیے بہتر تو یہ ہے کہ عید سے تین چار دن پہلے ادا کیا جائے تاکہ غریب و مساکین اس سے کما حقہ فائدہ



بطور دین پسند فرمایا ہے۔

اگر اسلام زندگی کے ہر موڑ پر انسان کی راہنمائی نہ کرے تو اسے مکمل اور اکمل دین کہلانے کا کوئی حق نہیں۔ اس لئے جب ہم اسلام کو مکمل دین تسلیم کرتے ہیں تو ہمیں ماننا پڑیگا کہ ہماری زندگی کے تمام مسائل کا حل اور تمام امور کیلئے راہنمائی اسلامی تعلیمات میں موجود ہیں۔

ہر مسلمان کو اللہ تعالیٰ نے سال میں دو دن خوشی کے عطا فرمائے ہیں ایک عید الفطر اور دوسرا عید الاضحیٰ کا دن ہے۔ ان سطور میں ہم عید الفطر کے مسائل کے متعلق چند گزارشات قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ اس خوشی کے مبارک دن کو قرآن و حدیث کی روشنی میں اسلامی تعلیمات کے مطابق گزارا جاسکے۔

صدقۃ الفطر :

رمضان المبارک کے آخر میں کچھ مال صدقہ کرنا امام اعظم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ہر مسلمان پر فرض کیا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں

”فرض رسول اللہ ﷺ زکوۃ الفطر طہرۃ للصیام من اللغو و الرفث و طعمۃ للمساکین“ (ابوداؤد ۲۳۴۱، کتاب الزکوۃ)

رسول اللہ ﷺ نے زکوۃ فطر کو فرض کیا جو کہ

الحمد لله رب العلمین و الصلوۃ و السلام علی سید المرسلین اما بعد: فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم .

بسم اللہ الرحمن الرحیم .
قد افلح من تزکی و ذکر اسم ربہ فصلی . (الاعلیٰ 14:15)

ہر انسان کی زندگی غمی اور خوشی ہر دو صورتوں سے عبارت ہے پھر ہر آدمی ان مواقع پر اپنے علاقے اور برادری کے رسوم و رواج اور ثقافت کے مطابق کچھ اعمال بجالاتا ہے۔

لیکن ایک مسلمان کیلئے اللہ تعالیٰ نے خوشی اور غمی دونوں صورتوں میں کچھ حدود و قیود مقرر کی ہیں اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود و قیود اور امر و نہی کا نام اسلام ہے۔ اسی اسلام کے مطابق زندگی گزارنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے

”یا ایہا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافۃ“ (البقرہ ۲۰۸) اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔ کیونکہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو زندگی کے ہر لمحہ پر انسان کی راہنمائی کرتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ”الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا“ (المائدہ ۳) آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا اور تمہارے لئے اسلام کا

التسبیح“ کہ ہم تو اس وقت تک فارغ ہو جاتے تھے (یعنی رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں۔ جب انہوں نے یہ فرمایا) اس وقت چاشت کی نماز کا وقت تھا۔

نماز عید کھلے میدان میں ادا کی

جانے:

عید کی نماز مسجد سے باہر کھلے میدان عید گاہ میں ادا کرنی چاہیے رسول اللہ ﷺ کا طریقہ مبارک یہی تھا۔ حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ ”کان رسول اللہ ﷺ یخرج یوم الفطر والاضحیٰ الی المصلیٰ“ (بخاری ص ۱۱۳۱، کتاب العیدین) کہ رسول اللہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عید گاہ تشریف لے جایا کرتے تھے۔

اس کے علاوہ اور بھی کئی احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید کی نماز مسجد سے باہر عید گاہ میں ادا فرمایا کرتے تھے۔ اگر کوئی عارضہ پیش آ جائے مثلاً بارش ہو رہی ہو یا کسی اور مجبوری کی وجہ سے عید گاہ یا کسی بھی کھلے میدان، پارک اور گراؤنڈ میں نماز ادا نہ کی جاسکتی ہو تو پھر مسجد میں ادا کرنا بھی جائز ہے۔ لیکن جو لوگ سہل پسندی کی وجہ سے کہ باہر انتظام کرنا پڑیگا اور مسجد میں کوئی انتظام نہیں کرنا پڑتا اس لئے مسجد میں ہی پڑھ لیتے ہیں یا بعض خطیب حضرات بھی لالچ کی وجہ سے مسجد میں نماز عید پڑھا دیتے ہیں کہ باہر لوگ کم جائیں گے لہذا مسجد میں ہی پڑھ لی جائے تاکہ پیسے زیادہ جمع ہو جائیں تو یہ غلط ہے۔ اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

عورتوں کا عید گاہ جانا:

مردوں کے ساتھ عورتیں بھی عید گاہ میں جائیں اور باپردہ جماعت کے ساتھ نماز عید ادا کریں۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں عورتیں بھی عید

تا ہے کہ عید کے موقع پر نئے کپڑے پہننے چاہیں۔ البتہ جس شخص کے پاس نئے کپڑے بنانے کی گنجائش نہ ہو وہ پرانے ہی دھو کر پہن لے اگر خوشبو میسر ہو تو استعمال کرے ورنہ عام تیل ہی کافی ہے۔

عید الفطر کے دن نماز سے پہلے

کچہ کھانا:

نماز عید کے لئے جانے سے پہلے کچھ نہ کچھ کھا لینا چاہیے بہتر ہے کہ کوئی میٹھی چیز آدی کھائے۔ رسول اللہ ﷺ مجبوریں کھا کر نماز عید کے لئے عید گاہ جایا کرتے تھے۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ”کان رسول اللہ ﷺ لا یغدو یوم الفطر حتی یشاکل تمرات“ (بخاری ۱۱۳۰، کتاب العیدین) کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر کے دن مجبوریں کھائے بغیر (نماز کیلئے) نہیں نکلتے تھے۔

اگر مجبوریں یا چھوڑے وغیرہ آدی کھائے تو پھر اسے طاق کھانے چاہیں۔ حضرت انسؓ ہی کی دوسری روایت ہے فرماتے ہیں کہ ”ماخرج رسول اللہ ﷺ یوم فطر حتی یشاکل تمرات ثلاثا او خمساً او سبعا او اقل من ذالک او اکثر من ذالک وترأ (مستدرک حاکم ص ۱-۲۹۴، کتاب صلوٰۃ العیدین) کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر کے دن تین، پانچ، سات یا اس سے کم یا زیادہ مجبوریں کھائے بغیر نہیں نکلتے تھے لیکن وہ کم یا زیادہ ہو مجبوریں بھی بہر حال طاق ہوتی تھیں۔

نماز عید کا وقت:

نماز عید کا وقت سورج طلوع ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے بہتر ہے کہ چاشت کی نماز کے وقت ادا کر لی جائے حضرت عبد اللہ بن بسرؓ نے فرمایا ”انما کنا قد فرغنا ساعتنا هذه و ذلک حین

اٹھائیں اور اپنی ضرورت کی اشیاء خرید کر وہ بھی عید کی خوشیوں میں شریک ہو جائیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عمل بھی یہی تھا جو کہ صحیح بخاری میں منقول ہے ”کانو یعطون قبل الفطر بیوم او یومین“ (بخاری ۲۰۵۱) کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین عید الفطر سے ایک یا دو دن پہلے فطرانہ ادا کر دیتے تھے۔

عید الفطر:

رمضان المبارک کے جب آنتیس دن ہو جائیں تو چاند دیکھ کر عید کرنی چاہیے اگر چاند نظر نہ آئے تو تیس روزے مکمل کرنے چاہیں کیونکہ قمری مہینہ کبھی آنتیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی تیس دن کا۔

عید کے دن غسل کرنا اور اچھے (نئے یا دھلے ہوئے) صاف سحرے کپڑے پہننا بہتر ہے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق روایت ہے کہ کان یغتسل یوم الفطر ان یغدو الی المصلیٰ (الموطا ص ۱۰۷، کتاب العیدین) وہ عید الفطر کے دن عید گاہ جانے سے پہلے غسل کیا کرتے تھے۔

اسی طرح ایک دفعہ حضرت عمرؓ ایک ربی جہ لیکر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ”یا رسول اللہ ابتع هذه تجمل بها للعيد والوفود“ (بخاری ص ۱۳۰/۱، کتاب العیدین) اللہ کے رسول ﷺ پر خرید لیجئے اور عید کے موقع پر اور وفد سے ملاقات کے وقت زینت کے لئے پہن لیا کریں۔

یہ الگ بات ہے کہ ربی ہونے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے وہ خریدنے سے انکار کر دیا بلکہ فرمایا کہ یہ تو ان لوگوں کا لباس ہے جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ مگر اس حدیث سے یہ مسئلہ ثابت ہو

نماز عید کیلئے اذان یا اقامت:

عید کی نماز کیلئے نہ تو اذان ہی کہی جائے گی اور نہ ہی اقامت۔ حضرت جابر بن سمرہؓ بیان کرتے ہیں ”صلیت مع رسول اللہ ﷺ العیدین غیر مبرۃ ولا مرتین بغیر اذان ولا اقامۃ“ (مسلم ص ۱۰۲۹۰۔ کتاب صلوٰۃ العیدین) کہ میں نے ایک یا دو مرتبہ نہیں بلکہ کئی مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عیدین کی نماز بغیر اذان اور اقامت کے پڑھی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عید کی نماز کیلئے اذان اور اقامت نہیں کہی جائیگی۔

نماز عید کی رکعتیں:

نماز عید کی صرف دو رکعتیں ہیں جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ”صلوٰۃ السفر رکعتان و صلوٰۃ الاضحیٰ رکعتان و صلوٰۃ الفطر رکعتان و صلوٰۃ الجمعة رکعتان تمام غیر قصر علی لسان النبی ﷺ“ (نسائی ص ۱۸۷/۱۔ کتاب صلوٰۃ العیدین)

نماز سفر دو رکعت ہے اور عید الاضحیٰ کی نماز دو رکعت ہے اور عید الفطر کی نماز دو رکعت ہے اور جمعہ کی نماز بھی دو رکعت ہے مکمل ہے قصر نہیں۔ حضرت محمد ﷺ کے فرمان کے مطابق

نماز عید کا طریقہ:

عید کی نماز عام دو رکعت نماز کی طرح ہی ادا کی جائے گی فرق صرف یہ ہے کہ عام نمازوں کی نسبت عید کی نماز کی دونوں رکعتوں میں بارہ تکبیریں زائد کہی جائیں گی۔ سات پہلی رکعت میں قرأت شروع کرنے سے پہلے اور پانچ دوسری رکعت میں قرأت شروع کرنے سے پہلے۔ جیسا کہ حضرت

عرض کی اللہ کے رسول ﷺ ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو تو پھر؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی بہن اس کو اپنی چادر اوڑھادے۔

اس لئے رسول اللہ ﷺ کے حکم کا پاس کرتے ہوئے عورتوں کیلئے بھی عید گاہ میں پردے کا اہتمام کرنا چاہیے اور عورتوں کو بھی بہانہ بازی کرنے کی بجائے عید گاہ میں جانا چاہیے۔

تکبیرات:

عید گاہ میں جاتے ہوئے اور عید گاہ سے واپس آتے ہوئے بلند آواز سے تکبیرات کہنی چاہیں۔ بعض صحابہ کرامؓ تو شوال کا چاند نظر آنے کے ساتھ ہی تکبیریں کہنی شروع کر دیتے تھے اس لئے بہتر یہی ہے کہ عید کی رات سے ہی تکبیرات کہی جائیں۔ تکبیر کے الفاظ یہ ہیں ”اللہ اکبر اللہ اکبر۔ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ واللہ الحمد“

عید گاہ میں نفل نماز:

عید کی نماز صرف دو رکعتیں ہے خواہ عید الفطر ہو یا عید الاضحیٰ۔ اس لئے عید گاہ میں صرف یہی دو رکعتیں ادا کی جائیں گی نماز عید سے پہلے یا بعد میں عید گاہ میں کوئی نفل نماز نہیں پڑھی جائے گی۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ”ان النبی ﷺ صلی یوم الفطر رکعتین لم یصل قبلھا ولا بعدھا“ (بخاری ص ۱۸۳۱، کتاب العیدین) نے شک نبی کریم ﷺ نے عید الفطر کے دن دو رکعتیں پڑھیں آپ نے اس سے پہلے اور اس کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھی۔

اس حدیث کی وجہ سے ہمیں بھی عید گاہ میں نماز عید کے علاوہ نوافل پڑھنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

گاہ میں جا کر نماز کی جماعت میں شریک ہوا کرتی تھیں۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ بیان فرماتے ہیں کہ ”قام النبی ﷺ یوم الفطر فصلی فبدأ بالصلوٰۃ ثم خطب فلما فرغ نزل فأتی النساء فذكرهن وهو يتوكأ علی ید بلال“ (بخاری ص ۱۸۳۱، کتاب العیدین) رسول اللہ ﷺ نے عید الفطر کے دن پہلے نماز پڑھائی پھر خطبہ ارشاد فرمایا جب خطبہ سے فارغ ہوئے تو عورتوں کے پاس تشریف لئے گئے اور ان کو نصیحت فرمائی اور آپ نے حضرت بلالؓ کے ہاتھ پر ٹیک لگائی ہوئی تھی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتیں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں عید گاہ جایا کرتی تھیں۔ اس مسئلہ کی اہمیت کا اندازہ آپ اس سے بھی لگا سکتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان عورتوں کو بھی عید گاہ جانے کی تاکید فرمائی جن کے پاس اپنی چادر بھی نہیں اور انہیں بھی جنہوں نے نماز ادا نہیں کرنی۔ چنانچہ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں ”امرنا رسول اللہ ﷺ ان نخرجهن فی الفطر والاضحیٰ العواتق والحیض وذوات الخدور فاما الحیض فیعزلن الصلوٰۃ ویشھدن الخیر ودعوة المسلمین فقلت یا رسول اللہ ﷺ احدنا لا یکون لھا جلباب قال لتلبسھا اختھا من جلبابھا“ (مسلم ص ۲۹۱، کتاب صلوٰۃ العیدین) رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم جو ان لڑکیوں اور حیض والی عورتوں کو عید الفطر اور عید الاضحیٰ (کے دن عید گاہ) لے کر جائیں۔ البتہ حیض والی عورتیں نماز سے الگ رہیں اور مسلمانوں کی دعا اور خیر میں شریک ہوں۔ (ام عطیہ کہتی ہیں) میں نے

عمر بن شعیب کی روایت میں ہے ”ان النبی ﷺ کبر فی عید ننتی عشرة تکبیرة سبعاً فی الاولیٰ و خمساً فی الاخرة و لم یصل قبلها ولا بعدها“ (الفتح الربانی ۶-۱۴۰، ۱۴۱) بے شک رسول اللہ ﷺ نے عید کی نماز میں بارہ تکبیریں کہیں سات پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری رکعت میں اور آپ ﷺ نے اس سے پہلے اور اس کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھی۔

ایک دوسری روایت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”التکبیر فی الفطر سبع فی الاولیٰ و خمس فی الاخرة و القراءة بعد هما کلّیہما“ (ابوداؤد ص ۱-۱۷۰، باب التکبیر فی العیدین) عید الفطر کی پہلی رکعت میں سات تکبیریں ہیں اور دوسری میں پانچ اور قرأت دونوں رکعتوں کی تکبیروں کے بعد ہے۔

نماز عید خطبہ سے پہلے :

رسول اللہ ﷺ کی سنت مبارکہ یہ ہے کہ عید کی نماز پہلے ادا کی جائے خطبہ بعد میں پڑھا جائے۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ ”شہدت العید مع رسول اللہ ﷺ و ابی بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم فکلہم کانوا یصلون قبل الخطبة“ (بخاری ۱-۱۳۱، کتاب البعیدین، مسلم ۱-۲۸۹، کتاب صلوۃ العیدین) میں رسول اللہ ﷺ حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ عید کے موقعوں پر حاضر ہوا وہ سب نماز عید خطبہ سے پہلے ادا فرماتے تھے۔

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ عید کے دن پہلے نماز پڑھنی چاہیے بعد میں خطبہ۔ آج کل کچھ لوگوں نے یہ سلسلہ شروع کیا ہے وہ پہلے خطبہ دیتے

ہیں بعد میں نماز پڑھتے ہیں حالانکہ یہ طریقہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک طریقے کے خلاف ہے۔

راستہ تبدیل کرنا :

رسول اللہ ﷺ عید کی نماز ادا فرمانے کے لئے جب عید گاہ تشریف لے جاتے تو واپسی پر آپ راستہ تبدیل کر لیتے تھے۔ جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ”کان النبی ﷺ اذا کان یوم عید خالف الطريق“ (بخاری ۱-۱۳۳، کتاب العیدین) رسول اللہ ﷺ جب عید کا دن ہوتا تو (آنے جانے میں) راستے کو تبدیل کرتے۔ اس لئے ہمیں بھی چاہیے کہ جب ہم عید گاہ سے واپس آئیں تو جس راستے گئے تھے اس کے علاوہ کسی دوسرے راستے سے واپس آئیں۔

عید کے دن روزہ رکھنا :

عید کے دن عید الفطر ہو یا عید الاضحیٰ رسول اللہ ﷺ نے روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے چنانچہ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں ”نہی رسول اللہ ﷺ عن صومین یوم الفطر و یوم الاضحیٰ“ (مسلم ۱-۳۶۰، کتاب الصیام) رسول اللہ ﷺ نے دو دنوں کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا ایک عید الفطر اور دوسرا عید الاضحیٰ کا دن اس لئے ہمیں بھی ان دو دنوں کا روزہ رکھنے سے اجتناب کرنا چاہیے بعض لوگ عید الاضحیٰ کے دن قربانی کے گوشت تک کچھ کھاتے پیتے نہیں اور کہتے ہیں ہمارا روزہ ہے ہم قربانی کے گوشت سے افطار کریں گے ان کا یہ کہنا درست نہیں اس لئے اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔

چاند کی اطلاع عید کے دن :

اگر اتیس رمضان المبارک کی شام کو چاند نظر نہیں آیا دوسرے دن لوگوں نے تیس رمضان المبارک

ک سمجھ کر روزہ رکھ لیا بعد میں انہیں اطلاع ملی کہ رات کو چاند نظر آ گیا تھا تو پھر وہ لوگ تصدیق کرنے کے بعد روزہ افطار کر لیں۔ اگر یہ اطلاع زوال آفتاب سے پہلے مل گئی ہے تو نماز عید بھی ادا کر لیں اور اگر یہ اطلاع زوال آفتاب کے بعد مل گئی ہے تو نماز عید بھی ادا کر لیں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بیان کرتے ہیں ”غم علینا ہلال ذوال فاصبحنا صیاماً فجاء رکب من آخر النہار فشہدوا عند رسول اللہ ﷺ انہم وأووا الہلال بالامس فامر رسول اللہ ﷺ ان یفطروا من یومہم و ان یصوموا العید ہم من الغد“ (الفتح الربانی ۹-۲۶۶، کتاب الصیام)

ایک مرتبہ ہمیں بادلوں کی وجہ سے شام کا چاند دکھائی نہ دیا تو ہم نے دوسرے دن صبح کو روزہ رکھ لیا دن کے پچھلے پہر ایک قافلہ آیا انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس گواہی دی کہ انہوں نے گذشتہ روز چاند دیکھا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ روزہ افطار کر لیں اور اگلے دن عید کی نماز کیلئے نکلیں۔

جمعہ کے دن عید :

جمعہ کا دن اللہ تعالیٰ نے مستقل طور پر ایک بابرکت دن مقرر فرمایا ہے کتب احادیث میں جمعہ کے دن کو عید کا دن بھی کہا گیا ہے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ عیدین میں سے کوئی عید جمعہ کے دن ہو جاتی ہے تو اس دن اللہ تعالیٰ مسلمانوں کیلئے دو عیدین جمع فرما دیتے ہیں جو زیادہ برکت کی علامت ہے تاکہ محبت کی۔ جیسا کہ بعض جاہل یا کمزور عقیدہ کے لوگوں کا خیال ہے کہ جمعہ اور عید اگر اکٹھے آ جائیں تو بابرکت نہیں ہوتے بلکہ یہ بھاری ہوتے ہیں اور اس

سے پہلے ایک مرتبہ یہ بد شکونی ایوب خان کے دور حکومت میں پیدا ہوئی۔ اور کئی سرکاری مولویوں نے ایک دن پہلے عید کا اعلان کر دیا تاکہ جمعہ کے دن عید نہ ہو یوں ملک میں ایک افراتفری کی صورت پیدا ہو گئی ان دنوں ایک لطیفہ یہ ہوا کہ جب حکومت نے علماء کی پکڑ دھکڑ کی تو مولانا مودودی کو گرفتار کر کے ایٹ آباد میں قید کر دیا جب لوگوں نے انہیں دیکھا تو حیران ہوئے اور پوچھنے لگے کہ آپ یہاں کیسے آئے ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ حکومت مجھے چاند دکھانے کیلئے یہاں لائی ہے۔ بہر حال ایسا عقیدہ کتاب و سنت کی تعلیم کے منافی ہے۔

اگر کبھی ایسا ہو جائے کہ عید الفطر یا عید الاضحیٰ جمعہ کے دن آجائیں تو امام کائنات حضرت محمد ﷺ کے طریقہ مبارک کے مطابق نماز عید تو دستور کے مطابق ادا کی جائے البتہ نماز جمعہ جو ادا کرنا چاہتا ہے وہ خطبہ جمعہ میں حاضر ہو جائے اور جو اس دن جمعہ ادا نہیں کرنا چاہتا اسے اجازت ہے کہ وہ جمعہ کی بجائے نماز ظہر ادا کرے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں ”اجتمع عبدان علی عہد رسول اللہ ﷺ فصلی بالناس ثم قال من شاء ان یاتی الجمعة فلیأتھا و من شاء ان یتخلف فلیتخلف“ (ابن ماجہ ۹۴ باب ماجاء فی اذا اجتمع العیدان فی یوم) کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں دو عیدیں (جمعہ اور عید) اکٹھی ہو گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو (عید کی) نماز پڑھائی پھر ارشاد فرمایا کہ جو جمعہ پڑھنا چاہے پڑھ لے اور جو جمعہ کے لئے نہ آنا چاہے وہ نہ آئے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر جمعہ کے دن عید آجائے تو نماز جمعہ کو چھوڑنے کی رخصت ہے کہ اس دن جمعہ کی بجائے ظہر کی نماز ادا کر لی

جائے۔ البتہ مسجد میں خطبہ جمعہ ضرور ہونا چاہیے تاکہ جو لوگ جمعہ پڑھنا چاہتے ہیں انہیں کسی قسم کی دشواری نہ ہو۔

سوال کے روضہ:

اس لئے ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ رمضان المبارک کے بعد یہ روزے بھی رکھ لیں تاکہ ہم اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کے مستحق ٹھہریں کیونکہ اس دنیا میں جتنے زیادہ اچھے اعمال کریں گے آخرت میں اتنا

عیید الفطر کے بعد شوال کے چھ روزوں کی بہت فضیلت احادیث مبارکہ میں بیان ہوئی ہے یہ روزے رکھنا کوئی فرض اور ضروری نہیں لیکن ان کا ثواب بہت زیادہ ہے۔ حضرت ابو ایوب انصاریؓ بیان کرتے ہیں ”ان رسول اللہ ﷺ قال من صام رمضان ثم اتبعه سمان شوال کان کصیام الدهر“ (مسلم ۱-۳۶۹ کتاب الصیام) بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے رمضان المبارک کے روزے رکھے پھر ان کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو وہ ایسے ہی ہے جیسا کہ اس نے سارا سال روزے رکھے۔

اللہ ہم سب کو عیدین سمیت زندگی کی تمام خوشیاں کتاب و سنت کی تعلیمات کے مطابق گزارنے کی توفیق فرمائے۔ آمین یا رب العالمین اللھم وفقنا لما تحب و ترضی

صدر مملکت اور وزیراعظم پاکستان سے

پرنسپل جامعہ کی ملاقات

گزشتہ دنوں صدر پاکستان نے ممتاز علماء اور مدارس کے سربراہان کا ایک خصوصی اجلاس راولپنڈی میں طلب کیا تھا جس میں ملک میں بڑھتی ہوئی دہشت گردی، سانحہ سیالکوٹ اور ملتان کے تناظر میں گفتگو ہوئی۔ رئیس الجامعہ میاں نعیم الرحمن اپنی علالت کے باعث اجلاس میں شرکت نہ کر سکے۔ جبکہ پرنسپل جامعہ چودھری یاسین ظفر نے نمائندگی کی۔ اجلاس میں دیگر علماء کے علاوہ ممتاز سکالر و محقق ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اعظمی بھی شریک تھے۔

اجلاس میں حکومت کو یہ احساس دلایا گیا کہ موجودہ واقعات کا کسی فرقہ واریت سے تعلق نہیں ہے۔ بلکہ کوئی وطن دشمن عناصر محض دینی قوتوں کو بدنام کرنے کیلئے مساجد اور امام بارگاہوں کو نشانہ بنا رہے ہیں۔ ملک میں افراتفری پھیلانے کے ساتھ دنیا کو یہ پیغام دینا چاہتے ہیں کہ مسلمان آپس میں دست و گریبان ہیں۔ لہذا حکومت کی اولین ذمہ داری ہے کہ وہ ان عناصر کا کھوج لگائیں۔ اور انہیں منظر پر لائیں اور سخت ترین سزا دیں۔ اس سے قبل صدر اور وزیراعظم نے علماء کرام سے تعاون کی اپیل کی۔ تاکہ مل جل کر دشمنوں کا مقابلہ کیا جاسکے۔ (ادارہ)